Adam And His Descension: A Study Of Quran And Bible

آدمؑ اور ان کا ہبوط۔ بائبل اور قرآن کا مطالعہ

Arham Ihsan
M.Phil Scholar, Sheikh Zayed Islmaic Centre, University of the Punjab, Lahore.

Dr. Usman Ahmad
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.

Abstract: Adam (peace be upon him) is considered by all Semitic religions to be the Messenger of Allah. His birth and other circumstances are mentioned in both the Qur'an and the Bible. Adam's stay in paradise, the prohibition of going to the tree, Adam and Eve being seduced by Satan, Adam and Eve eating the fruit of the tree, their expulsion from heaven, all these events are stated in the Qur'an and Bible. But there are some differences in the story of Adam and Eve as narrated by Quran and Bible. For example, a study of the Qur'an reveals that after the birth of Adam, Allah Almighty showed His superiority over the angels and commanded angels and Iblis for prostration to show obedience to Adam, which the angels accepted and Iblis did not accept. The Bible does not mention prostration or denial of Iblis as Quran says. The article deals with such academic issues.

قرآن مجید پاک سے قبل بھی اللہ تعالیٰ نے انبیا پر کتابیں اور صحیفے نازل کیے۔ قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے اور یہ اولین کتابوں کے لیے میزان اور مہیمن کی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن مجید میں موجود بعض قصص پہلی الہامی کتب میں بھی موجود ہیں۔ یہ بات لائق تحقیق ہے کہ دیکھا جائے کہ وہ قصص قرآن اور ما قبل کتب کتابوں میں مشترک ہیں ان کی تفصیلات وجزئیات میں کیا فرق پایا جاتا ہے۔

توحید کو بنیادی عقیدہ ماننے والے تینوں مذاہب میں سے ہر ایک کا اپنی خاص آسمانی کتاب یا صحف یا مجموعہٗ

صحف پر ایمان ہے۔ یعنی سامی ادیان کے ماننے والوں کے لیے خواہ وہ یہودی ہوں، نصرانی اور خواہ مسلمان، ان کے صحیفے ان کے عقیدے کی بنیاد ہیں[1]۔ بائبل جس کو الہامی اور مقدس کتاب مانا جاتا ہے دراصل دو بڑے حصوں عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید پر مشتمل ہے۔ عہد نامہ عتیق دراصل انتالیس کتابوں کا مجموعہ ہے جو ایک ہزار سال قبل از مسیح اور ایک سو سال قبل از مسیح (900 سال) کے درمیانی عرصے میں مختلف وقتوں میں، مختلف مصنفین کی لکھی بتائی جاتی ہیں۔

دوسرا مجموعہ اناجیل عہد نامہ جدید چار انجیلوں متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی انجیل اور رسولوں کے اعمال، اکیس خطوط اور ایک یوحنا عارف کا مکاشفہ پر مشتمل ہے۔ یہ چاروں انجیلیں چار مختلف اشخاص متی، مرقس، لوقا، یوحنا نے مسیحی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دیے جانے کے بیسیوں سال (70 سے 100 سال) بعد لکھی بتائی جاتی ہیں۔

بائبل عہد نامہ عتیق کے بارے بعض حلقوں میں یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ اس کا مصنف خدا تعالی ہے۔ پہلی پانچ کتابیں موسیٰ علیہ السلام کی لکھی بتائی جاتی ہیں۔ جن کے نام ہیں پیدائش، خروج، احبار، گنتی، اور استثناء[2]۔

کتابِ پیدائش کا تعارف:

حضرت آدم، بنی آدم کی پیدائش میں خالق کی اولین تخلیق ہے۔ چونکہ یہ پیدائش کی کڑی ہے اس لئے اس کا جائزہ بائبل کی کتاب پیدائش میں لینا ضروری ہے۔ بائبل کی پہلی کتاب کی پہلی سطر عبرانی لفظ برشیتھ یا بیرشیت سے شروع ہوتی ہے۔ جس کا مطلب ہے ابتداء، ابتدا سے یا عالم وجود میں آنا۔ تقریباً ایک سو پچاس قبل از مسیح جب بائبل مقدس کا ترجمہ یونانی زبان میں ہوا تو اس ترجمہ میں عبرانی لفظ بیرشیت کو تکوین یا پیدائش کائنات کے معنی میں استعمال کیا گیا۔ اس معنی کے پیش نظر بائبل مقدس کی اولین کتاب کو اردو ترجمہ میں پیدائش کا نام دیا گیا ہے۔ پیدائش توریت (اور بائبل) کی پہلی کتاب ہے۔ اِس کتاب میں کائنات، زمین، اِنسان، شادی، گناہ، سچے مذہب، اقوام، مختلف زبانوں اور برگزیدہ لوگوں کا ماخذ بیان کیا گیا ہے اور، آدم، حوا، نوح، ابرہام، سارہ، اضحاق، ربقہ، یعقوب اور یوسف کے حالات بھی درج ہیں۔ پہلے گیارہ ابواب میں اِنسانی تاریخ کو وسیع طور پر پیش کیا گیا ہے، لیکن باب 12 سے 50 تک کہانی ابرہام، اِضحاق، یعقوب اور اُس کے بیٹوں تک محدود ہو جاتی ہے۔

پیدائش کی کتاب سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ساری کائنات کس طرح وجود میں آئی۔ پہلا انسانی جوڑا اس زمین پر کس طرح نمودار ہوا۔ گناہ کس طرح انسانی زندگی میں داخل ہوا اور اس کا اثر بنی نوع انسان پر کیا اثر ہوا خدا نے انسان کی نجات

کا کیا انتظام کیا۔ خدا کی ذات اور اس کی شخصیت کے بارے میں کیا کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔ اس کرہ ارض پر انسان کی ذمہ داری کیا ہے۔ خدا کے عدل و انصاف سے اور اس کے سزا و جزا دینے سے کیا مراد ہے۔ پیدائش میں حضرت موسیٰ سے ماقبل کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ حضرت موسیٰ اس کتاب کے مصنف ہیں اور خداوند یسوع مسیح نے بھی اپنی تعلیم میں حضرت موسیٰ کا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کے اہم مندرجات حسب ذیل ہیں:

کائنات کا وجود میں آنا، حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہام، حضرت اضحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف

پیدائش اس کائنات کی تخلیق سے لیکر ابراہام کے خاندان کے دورانیے کا احاطہ کرتی ہے۔

حضرت آدم کی پیدائش:

بائبل میں حضرت آدم کی تخلیق کو اس طرح ذکر کیا گیا ہے:

پھر خُدا نے کہا کہ ہم اِنسان کو اپنی صُورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں اور وہ سمندر کی مچھلیوں اور آسمان کے پرندوں اور چوپایوں اور تمام زمین اور سب جانداروں پر جو زمین پر رینگتے ہیں اِختیار رکھیں۔ اور خُدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ۔خُدا کی صورت پر اُسکو پیدا کیا[3]۔

انسان عبرانی زبان میں آدم (Adam) ہے۔ انسان کو مٹی سے بنانے اور خدا کی اپنی صورت پر بنانے کے بارے میں ڈاکٹر باب اُطلے اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ مٹی سے ڈھالنا، یہ انسان سے متعلق خدا کے تخلیقی عمل کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہونے والی تیسری اصطلاح ہے۔ مٹی انسانوں کی کمزوری اور کم ہمتی کی عکاسی ہے۔ انسان کے اعلیٰ مقام خدا کی صورت اور شبیہ پر بنائے گئے۔ یہ تشبیہ انسان کا بطور "مٹی" اور خدا بطور مٹی سے بنانے والا سے ملتی جلتی ہے[4]

حضرت آدم کی رہائش گاہ:

حضرت آدم کو پیدا کرنے کے بعد کہاں رکھا گیا بائبل اس بارے میں کہتی ہے کہ:

اور خُداوند خُدا نے مشرِق کی طرف عدن میں ایک باغ لگایا اور اِنسان کو جِسے اُس نے بنایا تھا وہاں رکھا[5]۔ اور خُداوند خُدا نے آدم کو لیکر باغِ عدن میں رکھا کہ اُسکی باغبانی اور نگہبانی کرے۔

بائبل کی تفسیر کرنے والوں نے لکھا ہے کہ باغ کی اصطلاح ایک بند پارک کے معنی میں استعمال ہوئی ہے۔ یونانی توریت اس کا ترجمہ فارسی کے لفظ "بہشت" سے کرتا ہے۔ اور مشرق کے جانب ہونے کے بارے میں کہ سورج کے طلوع ہونے

کی سمت، پانی کے ساتھ زندگی کا ذریعہ، اسرائیل کا خیمہ، اجتماع اور ہیکل کا مشرق کی طرف رخ ہوتا تھا۔ عبرانی میں عدن کا مطلب مسرت یا خوشی کی سرزمین ہے۔ یہ واضح طور پر جو جغرافیائی مقام ایک جگہ کا نام ہے۔ لیکن جغرافیائی مقام نامعلوم ہے۔ تفسیر نگار اس کو بتاتے ہیں:

جدید تبریاس اور فرات دریاؤں کے دہانے پر

ان دریاؤں کے بند کے پانیوں پر

بحرین کے جزیرہ کے طور پر[6]

خدا کے سکونت کے مقام کو بطور عدن دیکھنا ممکن ہے اور باغ اس سے متعلقہ ہے۔ پانی دریا الٰہی مقام سے بہتے ہیں اور وہ سب مہیا کرتے ہیں جس کی انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔ یہ اس محفوظ، خاص مقام پر ہے کہ خدا کی صورت پر انسان کو خدمت اور رفاقت کے لیے رکھا گیا[7]۔ یہ تشریح کی وہ طرز ہے جو ہمیں اجازت دیتی ہے کہ ہم بعد کے عدن کے باغ میں آدم کو نوعِ انسان کے طور پر دیکھیں نہ کہ بنیادی دو پیروں والے انسان نما کے طور۔

حیات کا درخت، نیک وبد کی پہچان کا درخت:

بائبل میں شجرِ ممنوعہ کا بیان اس طرح کیا گیا ہے:

اور خُداوند خُدا نے ہر درخت کو جو دیکھنے میں خوشنما اور کھانے کے لئے اچھّا تھا زمین سے اُگایا اور باغ کے بیچ میں حیات کا درخت اور نیک وبد کی پہچان کا درخت بھی لگایا۔ پہلی کا نام فیسون ہے جو حویلہ کی ساری زمین کو جہاں سونا ہوتا ہے گھیرے ہوئے ہے۔ اور اِس زمین کا سونا چوکھا ہے اور وہاں موتی اور سنگِ سُلیمانی بھی ہیں۔ اور دوسری ندی کا نام جیحون ہے جو کُوش کی ساری زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور تیسری ندی کا نام دجلہ ہے جو اسور کے مشرق کو جاتی ہے اور چوتھی ندی کا نام فرات ہے۔ اور خُداوند خُدا نے آدم کو حکم دِیا اور کہا کہ تُو باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے۔ لیکن نیک وبد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا کیونکہ جِس روز تُونے اُس میں سے کھایا تُو مرا[8]۔

پیدائش 3: 3 مفہوم دیتی ہے کہ وہاں ایک ہی درخت تھا جبکہ پیدائش 3: 22 دو درختوں کا مفہوم دیتی ہے۔ حیات کا درخت بنیادی طور پر پیدائش اور مکاشفہ میں ظاہر ہوتا ہے۔ دنیا کی تخلیق کی ابتدا کی کتاب اور دنیاوی تخلیق کے اختتام کی کتاب میں۔ یہ حیات جاودانی اور خدا کے ساتھ مسلسل رفاقت کی علامت ہے۔

عدن وہ جگہ ہے جہاں خدا رہتا ہے۔ مشرق میں منسلک باغ وہ جگہ ہے جہاں انسان رہے گا۔ دریا کی علامت یہ ہے کہ خدا نے اپنی خاص تخلیق کے لیے زرعی فراوانی کا سبب پیدا کیا۔ یعنی کہ عدن کا باغ۔ یہاں پر چار ندیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ فیسون لغوی طور پر گش gush ہے۔ یہ ہو سکتا ہے قدیم پانی کی گزر گاہ یا نہر کا حوالہ ہو۔ جنوبی میسوپوتامیہ میں جو فیسانو کہلاتا ہے۔ ایک خشک دریا جو آج شمالی سعودی عرب سے تبریاس کے دریا کے دہانے تک جاتا ہے۔ اور حویلہ لغوی طور پر اس کا مطلب ریتلی زمین ہے۔ جیجون لغوی طور پر بلبلہ ہے۔ یہ جنوبی میسوپوتامیہ میں قدیم پانی کی گزر گاہ یا نہر کا حوالہ ہو سکتا ہے جو "گوہانہ" کہلاتی ہے۔

آیت میں نیک و بد کے درخت کے کھانے کا نتیجہ یہ بتایا گیا ہے کہ تو اسی روز مرے گا۔ لیکن حضرت آدم و حوا زندہ رہے اور زمین پر اتارے گئے اور انہوں لمبی عمر پائی۔ اس کی تاویل میں ربی لکھتے ہین ہیں کہ آدم اور حوا کے اس کو کھانے کے بعد زندہ رہنے کی روشنی میں "بد" یہ عبرانی اصطلاح ہے جس کا مطلب الگ ہونا یا تباہ ہے۔ "روز" یہ روز کا استعمال وقت کا دورانیہ ہے نہ کہ چوبیس گھنٹے۔ واضح طور پر موت یہ روحانی موت کا حوالہ ہے۔ جس کے نتیجہ میں جسمانی موت ہوتی ہے۔ موت عدن سے باہر کی دنیا میں تھی[9]۔

اندرونِ بائبل کے مؤلف درختان حیات و ممات کو شرع اور خداوند مسیح کا نشان بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ درختانِ حیات و ممات (حیات کا درخت)، ممات (موت کی جمع) کے درخت میں شناخت نیکی کی بمقابلہ بدی کے تھی کیونکہ محتاج بالغیر بدون مقابلہ صاف ظلم کسی شے کا حاصل نہیں کر سکتا اور شناخت بدی کی پھل ممنوع کے کھانے سے نسبتی پیدا ہوئی تھی۔ درخت ممات کو خوشنما لکھا ہے اور درخت حیات کو اس صفت سے موصوف (تعریف کیا گیا) نہیں کیا۔ یوں یہ درخت ممات نشان شرع کا رکھا گیا تھا کہ دیکھنے میں تو لبھانے والی ہے مگر انجام میں بسبب نہ تکمیل تعمیل ہونے کی موت کو لاتی ہے او درخت حیات نشان خداوند مسیح کا ہے جو ظاہری خوبی سے تو معرا (ننگا / برہنہ / خالی / سادہ) ہے مگر باطن میں روحانی ابدی خوش زندگی۔ یہی ہر دو نشان شرع اور مسیح کے وجود موسیٰ اور یشوع میں بھی بھرے گئے ہیں کہ موسیٰ شریعت مجسم ہو کر اپنی ساری شان شوکت شرعی کے ساتھ بنی اسرائیل کو وعدے کی زمین میں نہ لے جا سکا جب کہ یشوع بابرکت ہم نامی خداوند یسوع مسیح کے لے گیا[10]۔

درخت سے ممانعت کی وجہ:

حضرت آدم کو ایک خاص درخت سے کیوں منع کیا گیا اس کے بارے میں ڈاکٹر بوب لطلے لکھتے ہیں کہ یہ تاکید کے لئے استعمال ہوا ہے خدا کا حکم بوجھ نہیں تھا خدا آزمارہا تھا اپنی اعلی تخلیق کی وفاداری اور فرمانبرداری۔ یہ کوئی طلسماتی درخت نہیں تھا اس میں کوئی خفیہ طبعی جز نہیں تھا۔ اس کے پھل میں جو انسانی دماغ کو متحرک کرے یہ فرمانبرداری اور بھروسے کا امتحان تھا۔

حضرت حوا کی پیدائش:

حضرت حوا کی پیدائش کے بارے میں بائبل کا بیان ہے:

اور خُداوند خُدا نے کہا کہ آدم کا اکیلا رہنا اچھّا نہیں۔ میں اِس کے لِئے ایک مددگار اُسکی مانِند بناؤنگا۔ اور خُداوند خُدا نے کُل دشتی جانور اور ہوا کے کُل پرندے مٹی سے بنائے اور اُنکو آدم کے پاس لایا کہ دیکھے کہ اُنکے کیا نام رکھتا ہے اور آدم نے جِس جانور کو جو کہا وہی اُسکا نام ٹھہرا۔ اور آدم نے کُل چوپایوں اور ہوا کے پرندوں اور کُل دشتی جانوروں کے نام رکھّے پر آدم کے لئے کوئی مددگار اُسکی مانند نہ مِلا۔ اور خُداوند خُدا نے آدم پر گہری نیند بھیجی اور وہ سو گیا اور اُس نے اُسکی پسلیوں میں ایک کو نِکال لِیا اور اُسکی جگہ گوشت بھر دِیا۔ اور خُداوند خدا اُس پسلی سے جو اُس نے آدم سے نکالِی تھی ایک عَورت بنا کر اُسے آدم کے پاس لایا۔ اور آدم نے کہا کہ یہ تو اب میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے اسلئے ناری کہلائیگی کیونکہ وہ نر سے نِکالی گئی[11]۔

اس کی تفسیر میں علامہ عبد اللہ آتھم لکھتے ہیں:

چوتھا قصہ حوا کی عجوبہ پیدائش پسلی آدم سے کا ہے۔ وجود حوا کے واسطے مٹی تھڑ (کم) نہیں گئی تھی اور نہ پہلے سے خدا تعالیٰ اس کا بنانا بھولا ہوا تھا تاہم اس نے آدم کو سُلا کر اور اس کی پسلی کاٹ کر اسی سے حوا بنائی جو ایک نہایت پیچ دار راہ بنانے کا ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ آدم کو مسیح خداوند کا نشان بہت سی باتوں میں خدا تعالیٰ نے قرار دیا تھا جس میں ایک بات یہ بھی تھی کہ جیسے مسیح خداوند کو صلیب پر سُلا کر پسلی چھیدے جانے پر تھی اور اس پسلی سے پانی برائے اصطباغ (بپتسمہ) اور لہو برائے عشا نکل کر کلیسیا عروس (دلہن) مسیح پیدا ہونے والی وہی نمونہ پہلے سے آدم میں بھی دکھایا جائے۔ آدم پہلے سے اپنے نام میں بھی خون کا نشان دیتا تھا جیسا کہ خداوند مسیح کا کفارہ خون کفارہ اکیلا ہے نجات کی بنیاد ہے اور پھر آدم بھی اپنی

حوا ہی کی خاطر مارا گیا تھا اور پھر جی اُٹھا جیسے مسیح خداوند اپنی کلیسیا کی خاطر مارا گیا اور جی اٹھا اور پھر آدم کے عمل کی تاثیر بھی عامہ (سبھی کے لیے / ہر ایک کے لیے) ہے کُل نبی آدم کے واسطے جیسے خداوند مسیح کا عمل بھی تاثیر عامہ رکھتا ہے البتہ آدم کا عمل تاثیر بد رکھتا ہے اور تاثیر اس کی فانی ہے جب کہ مسیح کا عمل تاثیر نیک رکھتا ہے اور تاثیر اس کی باقی ہے۔ مگر عمومیت (سرسری طور پر) ہونے ان ہر دو کے عمل میں کچھ کلام نہیں جو جُز تشبیہ (مشابہت دینا/ تمثیل / کسی چیز یا شخص کو دوسری چیز یا دوسرے شخص کی مانند ٹھہرانا) ہے[12]۔ یعنی بائبل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حوا کو حضرت آدم کی پسلی سے پیدا کیا گیا تھا۔

سانپ کے بہکانے کا بیان:

حضرت آدم و حوا باغ عدن میں رہتے تھے اور انہیں مخصوص درخت سے کھانے کے منع کیا گیا تھا لیکن بائبل آگے جا کر یہ بیان کرتی ہے کہ انہوں نے اس درکت کا پھل کھا لیا تھا اور وہ پھل کس طرح کھایا تھا اس کے بارے میں کتاب پیدائش میں ہے:

سانپ کُل دشتی جانوروں سے جِن کو خُداوند خُدا نے بنایا تھا چالاک تھا اور اُس نے عَورت سے کہا کیا واقعی خُدا نے کہا ہے کہ باغ کسی درخت کا پھل تم نہ کھانا؟۔ عَورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پھل تو ہم کھاتے ہیں۔ پر جو درخت باغ کے بیچ میں ہے۔ اُسکے پھل کی بابت خُدا نے کہا ہے کہ تُم نہ تو اُسے کھانا اور نہ چھُونا ورنہ مر جاؤ گے۔ تب سانپ نے عَورت سے کہا کہ تُم ہرگز نہ مرو گے۔ بلکہ خُدا جانتا ہے کہ جس دِن تم اُسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کُھل جائینگی اور تُم خُدا کے مانِند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے۔ عَورت نے جو دیکھا کہ وہ درخت کھانے کے لئے اچھا اور آنکھوں کو خُوشنما معلوم ہوتا ہے اور عقل بخشنے کے لئے خوب ہے تو اُسکے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے شوہر کو بھی دِیا اور اُس نے کھایا۔ تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور اُنکو معلوم ہُوا کہ وہ ننگے ہیں اور اُنہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر اپنے لئے لُنگیاں بنائیں[13]۔

اس پر تبصرہ نگاروں میں کافی بحث ہوئی ہے کہ حوا اس وقت آدم سے الگ کیوں تھی۔ یا ہو سکتا ہے کہ آدم مکالمے کے حصے کے دوران موجود ہو گا۔ کچھ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اسکی خود شناسی کی تلاش کی علامت ہے۔ دیگر اعتقاد رکھتے ہیں کہ شیطان اس کو ر آزماتا ہے کیونکہ اس نے خدا کے حکم کو براہِ عاست نہیں سنا تھا۔ یہ سب قیاس ہیں[14]۔ آیات میں شیطان کا

ذکر نہیں ہے بلکہ شیطان کی جگہ سانپ کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن مسیحی مفسع اس سے مراد شیطان ہی لیتے ہیں۔ شیطان نے جب حوا سے مکالمہ شروع کیا تو اس کو شکوک و شبہات میں ڈالنے کی کوشش کی۔ اور پھر اس کو مرنے کے بارے میں بتایا جبکہ کوئی بھی جانور کم از کم عدن میں ابھی تک مرا نہیں تھا تاہم اس نہ کسی طرح مرد و عورت بات پہنچائی گئی تھی۔ شیطان نے سب سے پہلے خدا کی صداقت پر حملہ کیا پھر وہ خدا کے الفاظ کی سچائی پر حملہ کرتا ہے۔ وہ خدا کے انسانوں کے لیے بھلائی اور فیاضی پر حملہ کرتا ہے۔ یہاں ہم آزمائش سے گناہ کے اصل کی طرف تین تہی ترقی دیکھتے ہیں۔ ربی کہتے ہیں کہ آنکھیں اور کان روح کی کھڑکیاں ہیں اور جو ہم اس میں داخل ہونے دیتے ہیں وہ ہمارے دل میں بھرتا ہے جب تک تباہ کن عمل نہیں ہوتا۔ روایتی نظریہ کہ حوا نے "سیب" کھایا نہایت قیاسی ہے کیونکہ اس جغرافیائی علاقے میں سیب نہیں اگتے تھے۔ ربی کہتے ہیں کہ اس نے انجیر کا پھل کھایا اور اسی درخت کے پتے لے کر اپنے لئے لباس بنایا تاہم پھل "کھجور" یا کسی اور قسم کا پھل بھی ہو سکتا ہے۔ ہم محض نہیں جانتے[15]۔

حضرت آدم و حوا نے شجرِ ممنوعہ سے کیوں کھایا:

حضرت آدم و حوا نے اس شجر سے کیوں کھایا اس بارے میں بائبل کا کہنا ہے کہ نیک و بد کی پہچان کے درخت کا قدیم قرونِ مشرق کے مواد میں کوئی متوازی نہیں تھا۔ یہ درخت طلسماتی نہیں لیکن یہ انسانوں کے لیے بظاہر ایک انداز پیش کرتا تھا کہ اپنے خالق خدا سے آزاد ہو سکیں یا کم از کم اس وعدے سے کہ وہ کہیں پہچان اور بصیرت نہ پالیں جو خدا کے مقابلے میں یا مساوی ہے۔ یہ گناہ کی روح ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حوا کو آدم کے قبضہ سے آزاد ہونے کا راستہ پیش کرتا ہو۔ جس نے تخلیق کردہ باہمی عمل کو پامال کیا۔ بظاہر وقت مقررہ پر ان دونوں درختوں کا پھل انسان کو دیا جانا تھا لیکن انسان کی خود ہتھیانے کی حرص اسے خدا کے اس منصوبے سے نکال باہر کرتی ہے۔ حیات کا درخت تمام قدیم قرون مشرق کے تخلیق کے حوالوں میں مشترک ہے۔ تاہم نیک و بد کی پہچان کا درخت بائبل کے لیے منفرد ہے۔ بلکہ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی یہ ایک انداز تھا جو خدا استعمال کر رہا تھا نہ کہ اس کے فطری خصوصیات میں کوئی موروثی بات جو اسے اہم بناتی ہے۔ اس آیت کی بابت بہت سی قیاس آرائیاں رہی ہیں ربی دعویٰ کرتے ہیں کہ آدم نے اس لیے کھایا کہ وہ کہیں اپنی بیوی سے الگ نہ ہو جائے اس کا دعوی م ملٹن نے پیراڈائز لوسٹ میں بھی کیا ہے۔ تاہم سیاق و سباق سے یوں لگتا ہے کہ حوا نے آدم سے وہی کیا جو سانپ نے اس سے کیا، تجرباتی ثبوت کے ساتھ کہ اس نے پہلے ہی کھا لیا تھا اور مری نہیں تھی۔ ربی

حتی کہ یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ سانپ نے یہی تکنیک حوا کے ساتھ استعمال کی اس نے اسے زور دیا کہ اسے چھوڑ کر دیکھے اور کہا دیکھو تم نہیں ممکنہ طور طور پر اس نے آدم کو کہا دیکھو میں مری نہیں ہوں۔ربی حتی کہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سانپ نے جنسی طور پر حوا کو ورغلایا لیکن یہ بظاہر عبارت میں سے پڑھنا لگتا ہے[16]۔

حضرت آدم کا خداوند سے مکالمہ:

بائبل کے مطابق بھی شجرِ ممنوعہ کھانے کے بعد آدم و حوا ننگے ہو گئے اس کے بعد خداوند نے آدم سے کلام کیا جس کو بائبل میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

اور اُنہوں نے خُداوند خُدا کی آواز جو ٹھنڈے وقت باغ میں پھرتا تھا سُنی اور آدم اور اُسکی بیوی نے آپ کو خُداوند خُدا کے حضور سے باغ کے درختوں میں چھپایا۔تب خُداوند خُدا نے آدم کو پُکارا اور اُس سے کہا کہ تُوں کہاں ہے؟ اُس نے کہا میں نے باغ میں تیری آواز سُنی اور میں ڈرا کیونکہ میں ننگا تھا اور میں نے اپنے آپ کو چھپایا۔اُس نے کہا تجھے کس نے بتایا کہ تو ننگا ہے؟ کیا تُونے اُس درخت کا پھل کھایا جسکی بابت میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ اُسے نہ کھانا؟۔ آدم نے کہا جس عورت کو تُو نے میرے ساتھ کیا ہے اُس نے مجھے اُس درخت کا پھل دِیا اور میں نے کھایا۔تب خُداوند خُدا نے عَورت سے کہا کہ تُونے یہ کیا کیا؟ عَورت نے کہا کہ سانپ نے مجھ کو بہکایا تو میں نے کھایا۔اور خُداوند خُدا نے سانپ سے کہا اِس لئے کہ تُو نے یہ کیا تُو سب چوپایوں اور دشتی جانوروں میں ملعُون ٹھہرا۔تُو اپنے پیٹ کے بل چلے گا اور اپنی عمرُ بھر خاک چاٹیگا۔اور میں تیرے اور عَورت کے درمیان اور تیری نسل اور عَورت کی نسل کے درمیان عداوت ڈالونگا۔وہ تیرے سر کو کُچلے گا اور تُو اُسکی ایڑی پر کاٹے گا۔پھر اُس نے عَورت سے کہا کہ میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاؤنگا۔تُو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہو گی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا[17]۔

عبداللہ آتھم اس کا ایک رخ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اسی موقع پر خداوند نے سانپ شیطان مجسم کو فرمایا کہ جس عورت کو تونے کمزور دیکھ کر فریب دیا اور گناہ کی بنیاد ڈالی اس کی نسل تجھ پر غالب آئے گی تیرے ڈنگ کے سبب ایڑیوں میں میخیں (لوہے کی لمبی سُلاخیں) تو گڑھیں گی مگر ان ہی ایڑیو ں کے نیچے تیرا وہ سر بھی ہو گا جو منصوبے مسدودی (بند کیا گیا / رد کیا گیا / رُکا ہوا) راہ نجات کی سوچتا رہتا ہے اور ایسی تگ ودود (کوشش / جدوجہد) کے تیرے پاؤں آئندہ کے لیے کاٹے گئے اور بجائے مرادیابی (مراد یا خواہش پوری ہونا) کے

خاک ہمیشہ کے لیے تیرے نصیب ہوئے۔ مراد یہ کہ مسیح ابن مریم صلیب پر کفارہ گناہان ادا کر کے راہ نجات کھول دے گا اور شیطانوں کو مغلوب کرے گا۔ جسم حیوانی میں پاؤں اور ہاتھ ایک ہی منزلت رکھتے ہیں لہذا ایڑی کا لفظ ہر دو پر حاوی ہے۔ نسل ہمیشہ منسوب بہ مرد رہی ہے اور بطن بہ عورت لہٰذا یہ پیشن گوئی سوائے مسیح ابن مریم کے اور کسی پر نہیں لگ سکتی۔ بیج گو عنصروں (عنصر کی جمع، ایسے ذرے جن کو تقسیم نہیں کیا جاسکتا) ہی سے بنتا ہے مگر خصوصیت اپنی بطور تسلسل ساتھ لا کر۔ لہٰذا عورت کا بھی نسل میں گو حصہ ضرور ہے۔ مگر مرد کا اس میں جزو اعظم ہے اور نسل کا منسوب بہ عورت کرنا اسی لیے نامعقول ہے[18]۔

ہبوطِ آدم:

بائبل میں آتا ہے کہ خداوند نے حضرت آدم کو فرمایا:

اور خداوند کہ اُس نے کہا چُونکہ تُونے اپنی بیوی کی بات مانی اور اُس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اُسے نہ کھانا اِسلئے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہُوئی۔ مشقّت کے ساتھ تُو اپنی عُمر بھر اُسکی پَیداوار کھائیگا۔ اور وہ تیرے لئے کانٹے اور اُونٹ کٹارے اُگائے گی اور تُو کھیت کی سبزی کھائیگا۔ تُو اپنے مُنہ کے پسینے کی روٹی کھائیگا جب تک کہ زمین میں تُو پھر لوٹ نہ جائے اِسلئے کہ تُو اُس سے نِکالا گیا ہے کیونکہ تو خاک ہے اور خاک میں پھر لوٹ جائیگا۔ اور آدم نے اپنی بیوی کا نام حّوا رکھا اِسلئے کہ وہ سب زِندوں کی ماں ہے۔ اور خُداوند خُدا نے آدم اور اُسکی بیوی کے واسطے چمڑے کے کُرتے بنا کر اُنکو پہنائے۔ اور خُداوند خُدا نے کہا دیکھو اِنسان نیک و بد کی پہچان مین ہم میں سے ایک کی مانِند ہو گیا۔ اب کہیں اَیسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے بھی کُچھ لیکر کھائے اور وہ ہمیشہ جیتا رہے۔ اِسلئے خُداوند خُدا نے اُسکو باغِ عدن سے باہر کر دیا تا کہ وُہ اُس زمین کی جس میں سے وہ لیا گیا تھا کھیتی کرے۔ چنانچہ اُس نے آدم کو نِکال دیا اور باغِ عدن ے مشِرق کی طرف کروبیوں کو اور چوگرد گھُومنے والی شعلہ زن تلوار کو رکھّا کہ وہ زندگی کے درخت کی راہ کی حِفاظت کریں[19]۔

اسی موقع پر الوہیم خدا نے فرمایا کہ دیکھو انسان نیک و بد کے پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ لہٰذا درختِ حیات سے وہ علیحدہ کیا جائے۔ یعنی اب کہ انسان نے نیک و بد پہچاننے میں بوسیلہ جسم خاطی (خطا کرنے والا) کے گناہ کر کے ضرورت اس امر کی پیدا کی کہ ہم میں سے ایک اسی صورت میں کفارہ ادا کرے اور انسان کو پھر لائق ہماری صحبت پاک کا

کرے تو بہتر نہیں کہ یہ جسم خاطی ہمیشہ کو بنا رہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ حیات جسمانی سے جو بہ وسیلہ درخت حیات کے قائم رہ سکتی تھی اسے دور کیا جائے۔ چنانچہ دور کیا گیا اور بہ جانب مشرق یعنی بہ تلاش آفتاب صداقت اسے نکال دیا۔ محتاج بالغیر کا سب کچھ محتاج ہی ہوتا۔ لہٰذا علم بدی کا بھی اس کا کسبی (فعلی / جو کام کیا جائے / کاریگر / دستکار) ہی ہو سکتا ہے لہٰذا ایسے علم کے ساتھ وہ صحبت پاک الوہیم (خداوند) کے لائق ہر گز نہیں بن سکتا اسی لیے اس جملہ میں کہ ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ کوئی مخلوق داخل نہیں ہو سکتا تھا اور انسان کو مشابہ بخود فرمانے ہیں الوہیم اشارہ کرتا ہے کہ اس کے واسطے ہم کو کفارہ کرنا پڑا[20]۔

ہبوطِ آدم کے نتائج

انسان کے گناہ میں گرنے کی کہانی پیدائش باب 3 میں درج ہے۔ وہاں بتایا گیا ہے کہ کس طرح شیطان نے سانپ کے روپ میں ہمارے پہلے والدین کو آزمایا اور انہوں نے خدا کے واضح حکم عدولی کرتے ہوئے نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل کھا لیا۔ تمام گناہ کا جوہر اسی پہلے گناہ یعنی خدا کے کلام پر شک کرنے ("کیا واقعی خدا نے کہا ہے"؟) اور پھر اس کی نافرمانی کرنے میں پایا جاتا ہے۔ گناہ، خدا کے اختیار کے خلاف بغاوت اور اپنی فرضی خود کفایتی (خدا کی مانند بن جاؤ گے) پر فخر کرنا ہے۔ گناہ کا نتیجہ دو صورتوں میں نکلا: پہلا اپنے جرم سے آگاہی اور خدا سے (جس سے انسان پہلے کسی رکاوٹ کے بغیر رفاقت رکھتا تھا) پوری جدائی، دوسرا خود انسان کے لیے لعنت، محنت، مشقت، دکھ، درد اور موت کی سزا۔ چونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس لیے تمام مخلوقات بھی اس کی سزا میں شامل ہو گئیں۔

پہلے گناہ کا نتیجہ:

بائبل اور مسیحی قوم اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ حضرت آدم نے گناہ کیا اور ان کے گناہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گناہ تمام انساینت کے ذمہ آ گیا کیونکہ آدم سب انسانیت کے والد ہیں۔ ہبوطِ آدم کا نتیجہ یہ نکلا کہ انسان کی اللہ سے دوری اور جدائی ہو گئی۔ اس کو مشقت میں ڈال دیا گیا۔

قاموس الکتاب میں اس بات کا بیان اس طرح کیا گیا ہے:

اب سے انسان برگشتہ مخلوق بن گیا۔ اپنی ہستی کے مقصد یعنی اپنے خالق و مالک خدا کا اپنے تمام کاموں اور زندگی سے جلال دینے اور اس کی مرضی بجالانے کے خلاف بغاوت کرنے سے اب وہ حقیقی انسان نہ رہا۔ اس کی حقیقی انسانیت اس بات میں

ہے کہ وہ خدا کی شبیہ اور صورت سے جس پر وہ پیدا کیا گیا مطابقت رکھے۔انسان میں خدا کی اس شبیہ اور صورت کا اظہار یوں ہوتا تھا کہ وہ اپنے خالق کے ساتھ رفاقت رکھتا تھا ہر اچھی بات سے محفوظ ہوتا تھا۔ تمام مخلوقات میں صرف وہی خدا کی باتیں سن سکتا اور جواب دے سکتا تھا۔ وہ سچائی کو جانتا تھا اور اس علم کے باعث اسے آزادی حاصل تھی۔وہ تمام مخلوق کا سردار ہونے کے باعث تمام جانداروں پر خدا کے حکم کے مطابق حکومت کرتا اور زمین پر اختیار رکھتا تھا۔

تاہم اگرچہ انسان نے خدا کی اس شبیہ اور صورت کے خلاف جو اس کے دل میں نقش ہے بغاوت کی تو بھی وہ اسے مٹا نہیں سکتا کیونکہ وہ اس کی ذات کا حصہ ہے۔ مثلاً یہ اس کے سائنس کے علم کی جستجو، فطرت کی قوتوں کو قابو کرنے اور فنون لطیفہ ثقافت اور تہذیب و تمدن میں ترقی کرنے سے ظاہر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی گنہگار انسان کی مساعی اور کاوش پر مایوسی اور ناکامی کی لعنت بھی ہے۔ یہ مایوسی اور ناکامی بذات خود انسانی دل کے بگڑنے کی گواہ ہے۔ لہذا تاریخ دکھاتی ہے کہ وہ تمام ایجادات اور ترقی جو نوع انسان کی بھلائی کے لئے ہے غلط استعمال کے باعث بڑی بڑی برائیوں کا سبب بنی۔ انسان جو خدا کو پیار نہیں کرتا اپنے ہم جنس انسانوں سے بھی محبت نہیں رکھتا اس کی نیت میں خود غرضی اور کھوٹ پایا جاتا ہے اس پر شیطان کی جو خدا اور انسانوں سے نفرت کرتا ہے چھاپ لگ چکی ہے۔ یوں انسان کے گناہ میں گرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسے نہ صرف نیکی کا بلکہ بدی کا بھی تجربہ سے علم ہوا۔

انسان کے گناہ میں گرنے کے نفسیاتی اور اخلاقی اثرات کو پولس رسول رومیوں 1: 18 مابعد میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ تمام انسان خواہ وہ کتنے ہی بے دین اور ناراض کیوں نہ ہو خدا اور اپنے بارے میں سچائی سے آگاہ ہیں۔ تو بھی وہ حق کو دبائے رکھتے ہیں۔ تاہم اس سچائی سے فرار ناممکن ہے۔ کیونکہ خدا کی شبیہ اور سورج پر ہونے کے باعث خدا کی قدرت اور الوہیت ان کے باطن میں ظاہر ہے اور مزید یہ کہ ان کے اردگرد کائنات کی کل چیزیں گواہی دیتی ہیں کہ وہ خدا کی کاریگری ہیں۔

پس بنیادی طور پر انسان بے خبر نہیں بلکہ باخبر ہے۔ اس کے رد کیے جانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نور کی نسبت تاریکی کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ خدا کو خدا کا جلال دینے سے انکار کرنے اور اپنی ناشکر گزار طبیعت کے باعث وہ غرور اور غفلت کا شکار ہو گیا ہے۔ خود کو اپنے خالق سے جس میں اس کی زندگی کا مقصد پنہاں ہے دیدہ دانستہ الگ کرلینے کے باعث وہ اس مقصد کو اور مطلب کو کہیں اور تلاش کرنے لگتا ہے۔ کیونکہ وہ فانی مخلوق ہونے کی وجہ سے مذہبی احساسات اور رجحانات سے چھوٹ

نہیں سکتا اور اس کی یہ تلاش اور بھی زیادہ بیوقوفی اور تنزلی کا باعث بن جاتی ہے۔ یہاں سے بیہودہ وہم پرستی اور بت پرستی، کمینگی اور خباثت اور تمام برائیوں کی طرف لے جاتی ہے۔ جس سے ہماری دنیا کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ مختصراً انسان کے گناہ میں گرنے سے اس کی حقیقی عظمت جاتی رہی [21]۔

بائبل کی تعلیم:

انسان کے گناہ میں گرنے کے بارے میں بائبل مقدس کا بیان ارتقائی منازل طے کرنے کے مفروضہ کی تردید کرتا ہے۔ بائبل مقدس انسان کو ترقی کرتے ہوئے نہیں دکھاتی ہے۔ بلکہ گرتے ہوئے نہایت مایوس کن حالت میں۔ صرف یہی وہ پس منظر ہے جس سے خدا کے مسیح میں نجات بخش کام پر روشنی پڑتی ہے۔ انسان جو کچھ گناہ میں گرنے کے باعث گوا بیٹھا تھا اب مسیح کی کفارہ بخش کام پر ایمان کے وسیلہ سے بحال ہو جاتا ہے۔ اس کی حقیقی عظمت اسے مل جاتی ہے۔ زندگی کا مقصد پھر حاصل ہو جاتا ہے۔ انسان میں خدا کا نقش پھر نظر آنے لگتا ہے اور خدا کے ساتھ ساتھ نزدیکی اور گہری رفاقت رکھنے کے لئے بہشت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

تحریک کلیسا کی رائے:

تحریک کلیسا میں انسان کی غلامی گرنے کی نوعیت اور انسان پر اس کے اثر کے بارے میں پانچویں صدی عیسوی میں آگسٹن کے فلائی بدعات کے خلاف جدوجہد میں دیکھی جاسکتی ہے [22]۔

فلاغی بدعت یہ تعلیم دیتی تھی کہ آدم کے گناہ کا اثر صرف ایک آدم پر ہوا نہ کہ اس کی نسل پر۔ اور انسان بے گناہ پیدا ہوتا ہے اور وہ بے گناہ ہے زندگی بسر کرنے کے قابل ہے۔ اور ایسے شخص گزرے ہیں جنہوں نے بے گناہی کی زندگی بسر کی۔ اوگسطین نے اس بدعت کو رد کرنے کے لیے جواب دیے وہ اس کی تحریرات میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ تاہم اس بدعت نے کہ انسان نیکی کرنے کا پوری طرح اہل ہے۔ سولہویں اور سترہویں صدی میں سوسینیت کی صورت میں پھر سر اٹھایا اور آج بھی مسلک انسانیت کا انسانیت پرستی کی شکل میں موجود ہے۔

رومن کیتھولک کلیسا کی رائے:

رومن کیتھولک کلیسا نے درمیانی موقف اختیار کیا اس کی تعلیم یہ ہے کہ جو کچھ انسان نے گناہ میں گرتے وقت کھویا وہ اس کے مافوق الفطرت نیکی کی نعمت تھی۔ یہ نعمت انسان کی ذات کا حصہ نہیں تھی۔ بلکہ ایک ایسی چیز تھی جو خدا

نے اسے اضافی طور پر بخشی تھی۔ نتیجتاً گناہ میں گرنے سے انسان محض اپنے اس انسانی حالت میں رہ گیا جس میں وہ شروع میں پیدا ہوا تھا۔ اس تعلیم سے اس عقیدے کے لئے دروازہ کھل گیا کہ ایک غیر نجات یافتہ شخص بھی اپنے کاموں کے ذریعہ نجات حاصل کرنے کے قابل ہے۔اور یہی "انسان اور فضل" کے متعلق رومی کلیسا کی تعلیم کا طرہ امتیاز ہے۔

اگرچہ ہمعصر آزاد خیال الٰہیات نے گناہ گار انسان کے تصور کو قائم رکھا تو بھی وہ انسان کے گناہ میں گرنے کے واقعہ کو تاریخی واقعہ نہیں سمجھتی۔

گناہ کا کفار اور نئی تخلیق:

انسان کائنات کی دیگر مخلوق کے ساتھ مل کر تاریخ کے ایک تیسرے اور آخری واقعہ کا انتظار کر رہا ہے۔یعنی اس زمانہ کے آخر میں مسیح کی آمد ثانی کا۔ سب کے گناہ میں گرنے کے اثرات کو حتمی طور پر ختم کر دیا جائے گا۔ بے ایمانوں کی آخری عدالت ہو گی اور خدا کی ابدی ارادہ کے مطابق نئی تخلیق، نیا آسمان اور زمین جس میں راست بازی سکونت کرے گی۔ یوں خدا کے فضل سے جو کچھ آدم میں کھو گیا وہ اس سے کہیں زیادہ مسیح میں بحال کر دیا جائے گا۔ گناہ چونکہ خدا کے خلاف بغاوت ہے اس لئے یہ ہمیشہ خدا کے غضب کو دعوت دیتا ہے۔[23]

خدا نے انسان کو اپنے رفاقت کے لئے پاک اور نیک طبیعت کے ساتھ پیدا کیا اس نے اسے ایسے ماحول میں رکھا جو بہت اچھا تھا پھر شیطان نے اسے آزمایا اور انسان نے اپنی مرضی سے اور خدا کے ساتھ دشمنی کا راستہ چنا۔

ہبوطِ آدم: قرآن اور بائبل کے مشترکات و مختلفات

حضرت آدم کا قصہ ہبوط قرآن پاک اور بائبل دونوں میں موجود ہے۔ لیکن دونوں کتابوں میں دو مختلف پیراؤں میں بیان کیا گیا ہے۔چند باتیں مشترک اور چند میں قدرے تضاد ہے۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ کچھ باتیں قرآن پاک میں موجود ہیں لیکن بائبل میں ان کا کہیں بیان نہیں ملتا۔ ذیل میں قرآن اور بائبل دونوں کی مشترکہ اور متضاد باتوں کا ذکر کیا جائے گا۔

قرآن پاک حضرت آدم کی تخلیق سے پہلے سے بیان شروع کرتا ہے۔یعنی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو تخلیق کرنے کا ارادہ کیا اور فرشتوں کے سامنے اس کا اظہار کیا۔ قرآن میں اللہ تعالی کا فرشتوں کے ساتھ مشورے اور ان کی مخالفت کا ذکر ہے۔ جبکہ بائبل میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ قرآن اور بائبل دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے پیدا کیا قرآن میں یہ تفصیل ہے کہ ہم نے آدم کو چھانی ہوئی پکی مٹی سے بنایا۔ اللہ تعالی

فرماتے ہیں:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ [24]

اور جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں ایک انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں۔

جبکہ بائبل میں صرف یہ بات ہے کہ اللہ تعالی نے آدم کو زمین کی مٹی سے بنایا اور اس کی نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا اور وہ ذی روح ہوگیا[25]۔ اسی طرح قرآن میں آدم علیہ السلام کو خلیفہ مقرر کرنے، آپ کو مختلف چیزوں کا علم دینے اور آپ علیہ السلام کی فضیلت فرشتوں پر ظاہر کرنے کو تفصیلی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ بائبل میں ہے کہ اللہ تعالی نے مختلف مخلوقات کو پیدا کر کے آدم علیہ السلام پر پیش کیا آپ نے جس مخلوق کو جس نام سے پکارا وہ اس کا نام ہوگیا۔ وہاں پر آپ کے خلیفہ ہونے اور آپ کی بہتری ظاہر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے[26]۔ مطالعہ قرآن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالی نے آدم کی پیدائش کے بعد فرشتوں پر آپ کی فضیلت ظاہر کی اور فرشتوں اور ابلیس کی اطاعت ظاہر کرنے کے لیے سجدہ تعظیمی کا حکم دیا جسے فرشتوں نے قبول کیا اور ابلیس نے قبول نہیں کیا جب کہ بائبل میں نہ سجدے کا ذکر ہے اور نہ انکارِ ابلیس کا۔ قرآن میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا پھر آپ سے حضرت حوا کو پیدا کیا گیا جیسا کہ ارشاد ہے:

وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا[27]

اور اس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا

دوسری جگہ پر ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ[28]

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے آرام پاؤ اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

نظم قرآن سے حوا کی پیدائش کی تفصیل نہیں ملتی مگر صرف یہ بات ہے کہ آدم ہی سے حوا کو پیدا کیا گیا۔ البتہ روایات میں

ہے کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلاَهُ، إِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا»[29].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"عورتوں کے بارے میں میری وصیت کا ہمیشہ خیال رکھنا، کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اوپر کا حصہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اسے بالکل سیدھی کرنے کی کوشش کرے تو انجام کار توڑ کے رہے گا اور اگر اسے وہ یونہی چھوڑ دے گا تو پھر ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہ جائے گی۔ پس عورتوں کے بارے میں میری نصیحت مانو، عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔"

بیہقی الاسماء والصفات میں ابن عباس، نعیم بن مسعود رضی االلہ عنہ اور دوسرے صحابہ سے نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالی نے آدم کو جنت میں سکونت دیں تو وہ اکیلے ہونے کی وجہ سے وحشت محسوس کرتے سونے سے اٹھنے پر دیکھا کہ اس کے سر کے قریب ایک عورت بیٹھی ہے جسے اللہ تعالی نے آپ کی پسلی سے پیدا کیا تھا آپ نے پوچھا تو کون ہے کہاں عورت پوچھا تجھے کس لئے پیدا کیا گیا ہے کہاں تیرے سکون کے لئے فرشتوں نے کہا اے آدم اس عورت کا نام کیا ہے آپ نے کہا ہوا فرشتوں نے کہا اس کا نام کیوں رکھا گیا ہے فرمایا کیونکہ زندہ شخص سے پیدا کی گئی ہے اور یہ کہ ہر زندہ شخص کی ماں ہے[30]۔

قرآن مجید اور بائبل دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ حوا کو آدم ہی سے پیدا کیا گیا۔ قرآن میں یہ بات اجمالی طور پر ہے۔ تفصیل احادیث اور دوسری روایات سے ملتی ہے کہ آدم کی پسلی سے پیدا ہونے والی عورت کا نام آپ نے حوا رکھا۔ جبکہ بائبل میں یہ تفصیل ہے کہ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام پر گہری نیند طاری کی جب وہ سو رہا تھا تو اس نے اس کی دائیں طرف کی پسلیوں میں سے اوپر والی پسلی نکال لی اور اس کی جگہ گوشت بھر دیا اور اسی سے حوا کو بنایا گیا آدم نے اس سے ناری کہا کیونکہ وہ نر سے پیدا کی گئی تھی۔

اسی طرح اس پر بھی دونوں متفق ہیں کہ آدم و حوا کو جنت میں زندگی گزارنے کا کہا گیا۔ اب وہ جنت کہاں پر تھی اور حقیقی جنت تھی یا دنیا میں مصنوعی طور پر بنائی گئی تھی تو قرآن میں اس کی بھی کوئی تفصیل نہیں۔ مطلق جنت کا ذکر ہے جبکہ بائبل میں ہے کہ عرب کے مقام پر ایک عدن میں اللہ تعالی نے ایک باغ لگایا جس میں آدم حوا کو ٹھہرایا[31]۔

قرآن میں ہے:

وَقُلْنا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلا مِنْها رَغَداً حَيْثُ شِئْتُما وَلا تَقْرَبا هذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونا مِنَ الظَّالِمِين[32]

اور ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنّت میں رہو اور جہاں کہیں سے چاہو بافراغت کھاؤ پیو لیکن اس درخت کے قریب بھی نہ جانا ورنہ ظالم ہو جاؤ گے۔

بائبل میں ہے:

خداوند خدا نے آدم سے کہا تو باغ کے کسی بھی درخت کا میوہ کھا سکتا ہے لیکن نیکی اور بدی کے درخت کے پھل کو تو ہرگز نہ کھانا[33]

قرآن اور بائبل دونوں میں یہ بات اجمالی طور پر ذکر کی گئی ہے کہ جس جنت میں آدم اور حوا کو ٹھہرایا گیا تھا اس میں ایک درخت تھا جس کے استعمال سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ مزید کوئی تفصیل نہیں ہے قرآن میں الشجرہ کا لفظ ہے۔ اگرچہ روایات میں گندم، انگور، انجیر، کھجور اور لیموں کی باتیں ہیں۔ جب کہ بائبل میں ہے کہ اس باغ کے وسط میں زندگی اور نیک و بد کی پہچان کا ایک درخت تھا جس کے کھانے سے آدم و حوا کو منع کیا گیا تھا۔

قرآن میں ہے:

فَقُلْنا يَا آدَمُ إِنَّ هَذَا عَدُوٌّ لَكَ وَلِزَوْجِكَ فَلا يُخْرِجَنَّكُما مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقى [34]

تو ہم نے کہا اے آدم! یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے (خیال رکھنا) ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا دے کہ تو مصیبت میں پڑ جائے۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطانُ لِيُبْدِيَ لَهُما ما وُورِيَ عَنْهُما مِنْ سَوْآتِهِما وَقالَ مَا نَهاكُما رَبُّكُما عَنْ هذِهِ الشَّجَرَةِ إِلاَّ أَنْ تَكُونا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونا مِنَ الْخالِدِين[35]

پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھیں دونوں کے روبرو بے پردہ کر دے اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ۔

وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ[36]

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نیچے ایسی حالت میں جاؤ کہ تم باہم ایک دوسرے کے دشمن ہوگے اور تمہارے واسطے زمین میں رہنے کی جگہ ہے اور نفع حاصل کرنا ہے ایک وقت تک۔

قرآن اور بائبل دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ شجر ممنوعہ کھانے سے آدم اور حوا سے جنتی لباس لیا گیا۔ اور آپ نے اپنی ستر پوشی چھپانے کے لیے پتوں کا استعمال کیا۔ جبکہ بائبل میں ہے کہ شجر ممنوعہ کھانے کے بعد دونوں کی آنکھیں کھل گئیں تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں کہ انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر اپنے لیے پیش بند بنا لیے۔ اب یہ بات کی انہوں نے کس کے کہنے پر اس درخت سے پھل کھایا یہ تو قرآن میں ہے کہ شیطان نے انہیں ورغلایا اور ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا تھا۔ جب کہ بائبل میں ابلیس کی جگہ سانپ کا تذکرہ ہے۔ یہ بڑا چالاک تھا اس کے اندر جا کر حوا سے بات کی کہ اس میں سے کھاؤ زندگی کا درخت ہے اسے کھا کر تم ہمیشہ کے لئے جنت میں رہو گی۔ اور تم میں خدائی صفت (نیک و بد کی پہچان) پیدا ہو گی۔ حوا نے خود بھی اس میں سے کھایا اور اپنے شوہر آدم کو بھی دیا۔

قرآن اور بائبل دونوں میں یہ بات بھی اجمالی طور پر ذکر کی گئی ہے اس ممنوعہ درخت کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم کو زمین پر اتار دیا۔ کسی جگہ کا تعین نہیں کیا گیا ہے البتہ تاریخی روایات میں مختلف جگہوں کے نام مذکور ہیں۔

جنت سے نکال کر زمین پر اتارنا اور آپ کو استغفار کے کلمات دینے کی ساری تفسیر قرآن میں مذکور ہے۔ جب کے بائبل میں آدم کی قبولت دعا کا تذکرہ نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن میں یہ بھی فرمایا گیا کہ یہ آدم علیہ السلام کی بھول تھی نہ کہ نافرمانی اور ہم نے اس کی طرف سے گناہ کرنے کا کوئی عذر نہیں دیکھا تھا۔ جبکہ بائبل میں آدم علیہ السلام کی بھول کو گناہ کہا گیا ہے۔ اور پھر آپ کی عصمت بھی بیان نہیں کی گئی بلکہ وہاں پر سانپ، حوا اور آدم تینوں کی خوب مذمت بیان کی گئی ہے۔

قرآن اور بائبل دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ آدم و حوا جنت سے نکالنے کے بعد زمین پر اتار لئے گئے۔ مگر آگے کوئی تفصیل نہیں کہا ان کا نزول کہاں ہوا اور آگے کی زندگی انہوں نے کہا پر گزاری۔ اگرچہ تاریخی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آدم کو ہند اور حوا کو جدہ میں اتار دیا گیا اور کچھ عرصہ بعد دونوں مزدلفہ کے مقام پر مل گئے۔ اور بقیہ زندگی آپ نے ہند میں گزاری۔

خلاصہ بحث:

ہبوطِ آدم حضرت آدم اور حوا کے جنت سے زمین پر نزول کو کہتے ہیں۔جو شجرِ ممنوعہ کھانے کے سبب ہوا۔ قرآن کی رو سے حضرت آدم و حوا کا شجرِ ممنوعہ سے کھانا اور ان کا ہبوط بطور سزا نہیں تھا بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بے پایاں حکمتیں تھیں۔ بائبل کی رو سے اگر دیکھا جائے تو حضرت آدم و حوا کا شجر ممنوعہ سے کھانا گناہ شمار ہوتا ہے۔ حضرت آدم کے اس قصے میں علماء اکرام کے مختلف مذاہب موجود ہیں، جنت سماوی وارضی کی بحث بھی کی گئی ہے۔ بائبل میں براہ راست کتاب پیدائش میں حضرت آدم کا ذکر ملتا ہے لیکن وہاں آپ کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں قدرے وضاحت کے ساتھ ذکر ہوا ہے لیکن بعض معاملوں میں قرآن نے بھی خاموشی اختیار کی ہے جیسے حضرت آدم و حوا کا ہبوط کہاں ہوا یا وہ کونسا درخت تھا جس سے آپ کو کھانے سے منع کیا گیا تھا۔ حضرت حوا کی پیدائش کا ذکر بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کیا ہے لیکن پیدائش کچھ طرح ہوئی اس کی وضاحت احادیث کی کتب سے ملتی ہے۔

حوالہ جات و حواشی

---

[1] موریس بوکائلے، مترجم: ثناء الحق صدیقی، بائبل، قرآن اور سائنس، علم و عرفان پبلشرز، 2000ء، ص:12

[2] فضل الٰہی اصغر، بائبل اور قرآن کی مشترکہ باتیں، دارالخلد، 2011ء، ص:10

[3] نیو امریکن سٹینڈرد بائبل، از لوک مان فاؤنڈیشن ریاست ہائے متحدہ امریکہ، تجدید شدہ:1995ء، کتاب پیدائش، 1: 26، 27

[4] باب اُٹلے، ڈاکٹر، عہد عتیق: یہ سب کیسے شروع ہوا: پیدائش 1-11، بائبل کے اسباق انٹرنیشنل، مارشل ٹیکساس، 2018ء، ص: 57

[5] ایضاً، کتاب پیدائش، 2: 8

[6] باب اُٹلے، عہد عتیق یہ سب کیسے شروع ہوا، کتاب پیدائش 1-11، ص:68

[7] John H. Walton, The lost world of Adam and Eve, Intervarsity Press, 2015, pp: 116-118

[8] نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، کتاب پیدائش:9 تا 14

[9] باب اٹلے، عہد عتیق، یہ سب کیسے شروع ہوا، پیدائش 1_11، ص:70، 71

[10]عبد اللہ آتھم، اندرون بائبل مروجہ قدیمہ یعنی خلاصہ و شرح امور اخص و فہم، دفعہ 6، قصہ پنجم

[11]نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، کتاب پیدائش 2: 18 تا 24

[12]عبد اللہ آتھم، اندرون بائبل مروجہ قدیمہ یعنی خلاصہ و شرح امور اخص و فہم، دفعہ 6، قصہ چہارم

[13] نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، کتاب پیدائش 3: 1 تا 7

[14]باب لطلے، عہد عتیق، یہ سب کیسے شروع ہوا، پیدائش 1_11، ص: 83

[15]ایضاً، ص: 84، 85

[16]باب لطلے، عہد عتیق، یہ سب کیسے شروع ہوا، پیدائش 1_11، ص: 84

[17]نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، کتاب پیدائش 3: 8 تا 16

[18]عبد اللہ آتھم، اندرون بائبل مروجہ قدیمہ یعنی خلاصہ و شرح امور اخص و فہم، دفعہ 6، قصہ ششم

[19]نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، کتاب پیدائش 3: 17 تا 23

[20]عبد اللہ آتھم، اندرون بائبل مروجہ قدیمہ یعنی خلاصہ و شرح امور اخص و فہم، دفعہ 6، قصہ ششم

[21]ایف ایس خیر اللہ، قاموس الکتاب لغاتِ بائبل، مسیحی اشاعت خانہ لاہور، 1993ء، ص: 1075 تا 1077

[22]ولیم جی ینگ، رسولوں کے نقش قدم پر، مسیحی اشاعت خانہ لاہور، س-ن، ص 286

[23]ایف ایس خیر اللہ، قاموس الکتاب، ص 214

[24]الحجر 15: 28

[25] نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، کتاب پیدائش 2: 7

[26]نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، کتاب پیدائش 2: 19 تا 20

[27]النساء 4: 1

[28]الروم 30: 21

[29]بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ وسننہ وتاویلہ، صحیح بخاری، کتاب احادیث النبیاء، باب خلق آدم صلوۃ علیہ وذریتہ، رقم الحدیث: 3331

[30]ابن سعد، طبقات ابن سعد، باب ذکر حواء ج: 1، ص: 39

[31]نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، کتاب پیدائش2: 17،16،9

[32]البقرہ2: 35

[33]پیدائش2: 17

[34]طہ20: 117

[35]اعراف7: 20

[36]اعراف7: 24